مرثیہ ۶

شہادت جناب امیرؑ

(۱)
لے حیدریو رحلتِ حیدرؑ کی یہ شب ہے — بے وارثیٔ آلِ پیمبرؐ کی یہ شب ہے
اے ماتمیو رو دو کہ محشر کی یہ شب ہے — لو واقعۂ فاتحِ خیبر کی یہ شب ہے
کل مومنوں کے سر سے یداللہ اٹھے گا
تابوتِ جنابِ اسد اللہ اٹھے گا

(۲)
لو مومنو تم ہو گئے بے وارث و والی — لو دوستو ہے تم سے وداعِ شہِ عالی
کل صبح کو چل جائیں گے حیدرؑ کے موالی — آج احمدِ مختار کی مسند ہے خالی
ٹکڑے کیے زہراؑ نے گریبانِ کفن کے
کوئی نہ رہا سر پہ حسینؑ اور حسنؑ کے

(۳)
مسجد میں ستمگار نے کعبے کو گرایا — بے قدر شبِ قدر کا کچھ دھیان نہ لایا
محراب میں قندیلِ امامت کو بجھایا — سیدانیوں کو عید کے نزدیک رُلایا
دردا شہِ لولاک کے داماد کو مارا
فریاد کہ جبرئیل کے استاد کو مارا

(۴)
اب واقعۂ شبرِ خدا کرتا ہوں تحریر — قاتل کو پکڑ لائے جو ہیں شبرؑ و شبیرؑ
مشکیں تھیں بندھی کانپتا تھا خوف سے بے پیر — لعنت کی طرح تیغ تھی قاتل کے گلوگیر
رحم آ گیا ظالم کے لرزنے پہ علیؑ کو
فرمایا مرے آگے سے سرکا دو شقی کو

(۵)
جب لے چلے قاتل کو تو بولے شہ ابرار — یہ دشمنِ شمشیرِ خدا اے سگِ مکار
اس ماہِ مبارک میں کیا ظلم جفاکار — کیا تیری امامت کا علی تھا نہ سزاوار
کی شرم نہ محبوبِ خدا سے نہ خدا سے
لے دیکھ یہ روتے ہیں پیمبرؐ کے نواسے

(۶)
کہنا تو وہ کیا تھا یہ خجل ہو گیا گمراہ — اللہ رے کرم بیٹوں سے فرمانے لگے شاہؑ
مشکیں مرے قاتل کی تم اب کھول دو للہ — یہ بھی تو مری عقدہ کشائی سے ہو آگاہ
کھلوائے ید اللہ نے جلاد کے بازو
ہیہات بندھے رسی میں سجادؑ کے بازو

(۷)
تھا ساتھ لعیں مسجدِ کوفہ سے سراسر — گھر لے چلے سبطینِ نبیؐ شہ کو اٹھا کر
تھے گرد تو اس لاش کے سب شیعۂ حیدرؑ — فرزند یتیم آگے تھے سر ننگے برابر
زینبؑ پہ یتیمی کی مصیبت جو پڑی تھی
چلاتی تھی سر پیٹتی تھی در پہ کھڑی تھی

(۸)
عباسؑ سے حیدرؑ نے کہا چپکے سے جاؤ — ہاں فاطمہؑ کی بیٹی کو ڈیوڑھی سے ہٹاؤ
سمجھاؤ کہ بس عرشِ خدا کو نہ ہلاؤ — رہگیروں کو آواز نہ رونے کی سناؤ
اک وقت یہ تھا ایک وہ آفت کی گھڑی تھی
دن میں یہی زینبؑ تھی کہ سر ننگے کھڑی تھی

(۹)
القصہ شبِ بست و یکم جب ہوئی پیدا — سب اہل و عیال اپنے علیؑ نے کئے یکجا
پھر دستِ حسنؑ میں دیا ہاتھ اور کہا بیٹا — ان کو تمہیں سونپا تمہیں اللہ کو سونپا
گو حادثہ بے خواہشِ تقدیر سے ہونا
پر تم نہیں غافل مرے شبیرؑ سے ہونا

(١٠)
یہ کہتے ہی بے چین ہوئے حیدرِ کرار — شبیرؑ کی غربت پہ جگر ہو گیا افگار
اک سمت سے اتنے میں سُنا نوحہ کئی بار — لیٹے تھے یہ اُٹھ بیٹھے یہ کرتے ہوئے گفتار
کس دردِ رسیدہ کی یہ فریاد و بکا ہے
یہ تو مرے عباسؑ کے رونے کی صدا ہے

(١١)
سب بولے وہی روتا ہے یہ کہہ کے بصد یاس — بابا بھی مجھے بھولے تو اب کس کی رکھوں آس
سونپا نہ حسنؑ کو مجھے کم رتبہ تھا عباسؑ — اب آج سے بیٹھوں گا نہ میں بھائیوں کے پاس
ہم صورت و ہم شانِ شہ قلعہ شکن تھا
کیا میں نہ سزاوارِ غلامیٔ حسنؑ تھا

(١٢)
رو کر کہا مولا نے عبث اس کو ہے وسواس — کیوں کیوں مرا عباسؑ نہیں آتا مرے پاس
یہ سُن کے بجھے سر کو جھکائے ہوئے عباسؑ — اور باندھ کے ہاتھوں کو یہ عرض کی بصد یاس
وہ درد ہے مجھ کو افاقہ نہیں بابا
اِن سب کا ہے آقا مرا آقا نہیں بابا

(١٣)
فرمایا علیؑ نے کہ نہ رو اے مرے دلدار — کیوں روتے ہو جیتا ہے ابھی حیدرِ کرار
بے وارث و والی تمہیں چھوڑوں گا نہ زنہار — لو دولتِ کونین تمہیں دیتا ہے غفار
اللہ سلامت رکھے مولا کو تمہارے
روٹھو نہ بلاتا ہوں میں آقا کو تمہارے

(١٤)
پھر رو کے کہا راضیٔ تقدیر کو لاؤ — مظلوم کو لاؤ شہِ دلگیر کو لاؤ
شمعِ لحد صاحبِ تطہیر کو لاؤ — شبّیر کو لاؤ مرے شبیر کو لاؤ
لاؤ اُسے آفت کا فلک جس پہ گرے گا
سر جس کا اسی کوفہ میں نیزہ پہ پھرے گا

شبیرؑ جو آئے تو کہا ہاتھوں کو پھیلاؤ (۱۵) بیٹا مرے عباسؑ کو تم سینے سے لپٹاؤ
عباس سے فرمایا کہ تم قدموں پہ جھک جاؤ
پابوسیٔ سردار کے آداب بجا لاؤ
شبیرؑ مرا فخر ہے زہرؑا کا شرف ہے
تو میرا خلف ہے یہ پیمبرؐ کا خلف ہے

وہ دونوں برادر جو گلے مل چکے بارے (۱۶) شبیرؑ سے فرمایا سنو اے مرے پیارے
تھے آپ کے نانا سے جو آئین ہمارے
عباسؑ بھی آئے گا یونہیں کام تمہارے
عباسؑ سے فرمایا امام اپنا سمجھنا
شبیرؑ سے فرمایا غلام اپنا سمجھنا

یہ کہتے ہی شبیرؑ سے غش کر گئے حیدرؑ (۱۷) اور جانب اللہ و پیمبرؐ گئے حیدرؑ
دیدار کے پیاسے لبِ کوثر گئے حیدرؑ
حیدرؑ کے پسر رونے لگے مر گئے حیدرؑ
غل پڑ گیا شہنشاہِ ذی جاہ سدھارے
جنت کو جہاں سے اسد اللہ سدھارے

مرثیہ

شہادت جناب امیرؑ

ایماں کی جان کیا ہے محبت علیؑ کی ہے (۱) راحت جو قبر کی ہے وہ الفت علیؑ کی ہے
سائل بکف ہیں سب وہ سخاوت علیؑ کی ہے
قاتل کو دی اماں وہ مروت علیؑ کی ہے
عادل ہو پیشوا ہو مدار المہام ہو
گر ہو نبیؐ کے بعد تو ایسا امام ہو